حافظ منظور احمد ایم۔ اے
لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ
زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد

اسلامی قانون میں حدیث کا مقام

اگر قرآنِ حکیم، مستند روایات اور اسلامی تاریخ کا دیانت و بصیرت کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآنِ مجید کے بعد اسلامی قانون کا دوسرا قابلِ اعتماد سرچشمہ رسول اللہ کی احادیث ہیں، قرآنِ کریم میں ارشادِ باری ہے:[1]

"وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا"

"جو ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ کی مخالفت پر تل جاتا ہے، اور سبیل المومنین کی بجائے دوسری راہ اختیار کرتا ہے تو ہم اسے اس طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پلٹ گیا ہے اور ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے اور وہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔"

اس آیت میں دو باتوں کی مذمت کی گئی ہے۔ رسول اللہ کی مخالفت اور آپؐ کے احکام سے سرتابی، دوسرا سبیل اللہ سے انحراف کرتے ہوئے دوسرے راستہ کی پیروی۔ ظاہر ہے کہ اگر رسول اللہ کے احکام و فرامین جو احادیث کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں، اگر ان کی صرف حیثیت تاریخ دین کی ہے تو اس پر اس قدر وعید نہ ہونی چاہیے تھی گویا یشاقق الرسول کا مفہوم ایک ہی ہے یعنی جو سنت رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے اسے جہنم کی وعید سنائی جا رہی ہے۔ اس آیت میں دوسرا جرم جس پر عذاب کی دھمکی دی گئی ہے وہ سبیل المومنین سے انحراف ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلی صدی ہجری سے لے کر اب تک حدیث کے بارے میں اہلِ ایمان کا کیا رویہ رہا ہے۔ قابلِ اعتماد روایات اور مستند اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ معتزلہ اور خوارج میں سے چند افراد کے سوا پوری امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کے بعد اسلامی قانون کا ماخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں۔ وضاحت و تائید کے لیے صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین سے مستند اقوال اور ان کی زندگی کے عملی نمونے پیش کیے جا رہے ہیں۔

---

[1] (سورۃ نساء)

خلیفۂ اول اور حدیثِ نبوی

حافظ ابنِ قیم نے سنت اور حدیث کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق کا طرزِ عمل اس طرح نقل کیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو پہلے کتاب اللہ میں اس کا حل تلاش کرتے، اگر وہاں رہنمائی نہ ملتی تو سنتِ رسول اللہ کی طرف رجوع کرتے۔ اگر اس موقعہ پر بھی ناکام رہتے تو لوگوں سے پوچھتے کہ کیا اس معاملہ میں رسول اللہ کے فیصلے کا کسی کو علم ہے؟ بارہا ایسا ہوا کہ آپؓ کے اس طرح سوال کرنے پر لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے آپؓ کو مطلع کیا۔[۱]

تاریخ الخلفاء میں مزید یہ الفاظ ملتے ہیں کہ آپؓ اس قسم کے مواقع پر رسول اللہ کی حدیث سن کر خوشی سے فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ بَیْنَنَا مَنْ یَحْفَظُ عَنْ نَبِیِّنَا۔

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہم میں سے ایسے لوگوں کو باقی رکھا جن کے سینوں میں ہمارے نبی کی سنت محفوظ ہے۔"

حدیث کے بارے میں یہی روش حضرت عمرؓ کے بارے میں نقل کی گئی ہے۔ رسول اللہ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباسؓ نے ترکہ نبوی میں سے اپنے اپنے حصہ کا مطالبہ کیا اور ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت عثمانؓ کے ذریعے اپنا حقِ وراثت طلب کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے سب کو ایک ہی حدیث سنا کر مطمئن کر دیا کہ رسول اللہ نے فرمایا لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَةٌ۔[۲]

"انبیاء کرام کا ترکہ میراث کی طرز پر تقسیم نہیں ہوتا ہے۔"

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنھیں اس مطالبہ پر اصرار تھا بعد میں وہ بھی[۳] راضی ہو گئیں۔ رسول اللہ کی وفات پر صحابہ کرامؓ میں یہ نزاع پیدا ہوئی کہ آپؐ کو کہاں دفن کیا جائے۔ صحابہ کرامؓ کا رجحان مختلف مقامات کی طرف تھا۔ اس موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حدیث نبوی سنا کر اس نزاع کا خاتمہ کر دیا:

"مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِیًّا اِلَّا فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ یُحِبُّ اَنْ یُّدْفَنَ فِیْهِ"[۴]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تاریخ اسلام کا وہ نازک مرحلہ پیش آیا کہ جس کی ... پر قریب تھا کہ انصار و مہاجرین کے درمیان خلافت کے بارے میں اختلاف کی نوعیت شدید صورت اختیار کر لیتی۔ اس موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حدیث رسول اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَیْشٍ[۵] پیش کر کے

[۱] اعلام الموقعین ج ۱ ص ۲۲۰ [۲] بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۵۰ [۳] بیہقی ج ۶ ص ۳۰۰ [۴] ترمذی کتاب الجنائز ج ۲ ص ۱۳۹ [۵] تاریخ العالم الاسلامی ج ۱ ص ۲۶۸۔

انصار کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے جب دادی کے حق کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ اپنے پوتے کی میراث میں کتنا حصہ پاتے گی؟ تو حضرت ابو بکرؓ نے اس بارے میں صحابہؓ سے پوچھا تو محمدؓ بن مسلمہ اور مغیرہ بن شعبہؓ نے بتلایا کہ رسول اللہ نے دادی کو چھٹا حصہ دلوایا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔[1]

حضرت عمرؓ اور احادیث

حضرت عمرؓ نے احادیث کے معاملے میں وہی طرزِ عمل اختیار کیا جو حضرت صدیقؓ نے اپنے عہدِ حکومت میں اختیار کیا تھا۔

"قَالَ عُمَرُ سَيَأْتِي قَوْمٌ يُجَادِلُونَكُمْ بِشُبُهَاتِ الْقُرْآنِ فَخُذُوهُمْ بِالسُّنَنِ فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللهِ"[2]

"آئندہ ایسے لوگ وجود میں آئیں گے جو قرآن کی آیات میں شبہات پیدا کر کے تم سے بحث و مجادلہ کریں گے۔ ایسے لوگوں پر تم سنن (احادیث) کے ذریعے گرفت کرو اس لیے کہ سنن والے اللہ تعالیٰ کی کتاب کا زیادہ علم رکھتے ہیں یعنی قرآنِ کریم کا صحیح فہم سنت و حدیث کے علم پر موقوف ہے، ورنہ انسان شبہات کی وادی میں بھٹکتا پھرے گا۔"

حضرت عمرؓ ایک مرتبہ شام کے ارادے سے نکلے، جب آپؓ مقام "سرغ" پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ شام میں طاعون پھیلا ہوا ہے۔ مزید سفر جاری رکھنے کے بارے میں صحابہؓ میں اختلاف پیدا ہوا کافی گفتگو کے باوجود کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اس موقعہ پر حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے یہ حدیث پیش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جہاں وبا پھوٹ پڑی ہو وہاں نہیں جانا چاہیے۔"[3] یہ حدیث سنتے ہی صحابہؓ کا اختلاف دور ہو گیا اور حضرت عمرؓ لشکر کے ساتھ واپس مدینہ تشریف لے آئے، حضرت عمرؓ سے دریافت کیا گیا کہ مقتول شوہر کی دیت سے اس کی بیوی حصہ پائے گی یا نہیں؟ حضرت عمرؓ اس کا جواب نفی میں دیتے تھے، اس موقعہ پر ضحاک بن سفیان آپ سے کہتے ہیں کہ میرے پاس نبی علیہ السلام کا نوشتہ موجود ہے کہ آپؐ نے اشیم ضبابی کی بیوی کو اپنے شوہر کی دیت سے حصہ لینے کا حقدار ٹھہرایا، یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اپنے فیصلے سے رجوع فرمایا، ایران کی فتح کے بعد جناب حضرت عمرؓ کے سامنے یہ سوال آیا کہ اہلِ فارس سے جزیہ لیا جا سکتا ہے یا نہیں، قرآنِ کریم میں اس سلسلے میں کوئی حکم واضح نہیں ہے آپؐ نے صحابہؓ سے دریافت کیا، اس موقعہ پر حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا کہ حضور اکرمؐ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا۔ اس وضاحت کے بعد آپؓ نے اہلِ فارس سے بھی جزیہ لینا شروع کر دیا۔

[1] موطا امام مالکؒ ص ۲۷۰ باب میراث الجدۃ [2] مقدمہ المیزان للشعرانی مطبوعہ قاہرہ ص ۶۲ [3] صحیح مسلم باب الطاعون ... ص ۲۹

حضرت عثمانؓ اور حدیث حضرت عثمانؓ کا خیال تھا کہ جس عورت کا شوہر مر جائے وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے لیکن جب ابو سعید خدریؓ کی بہن فریعہ بنت مالک نے اپنا واقعہ پیش کیا کہ میرا شوہر قتل کیا گیا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپؐ نے شوہر کے مکان میں عدت گزارنے کا حکم دیا تو حضرت عثمانؓ نے اسی روایت کے مطابق فیصلہ کیا۔

حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر صحابہؓ نے جن الفاظ میں بیعت کی وہ یہ تھے:

"ہم تمہارے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب، اس کے رسولؐ کی سنت اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے طریقے پر بیعت کرتے ہیں، تاریخ گواہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے سرِ مو بھی اس معاہدِ بیعت سے تجاوز نہیں کیا۔ حضرت عثمانؓ حج کے موسم میں تمتع کے قائل نہیں تھے۔ جب حضرت علیؓ نے حدیث بیان کی تو انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا۔

حضرت علیؓ اور حدیثِ نبویؐ حضرت علیؓ کے پاس چند مرتد لائے گئے، آپؓ نے انھیں آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے حدیث سنائی کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے:

"مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ"

"مرتدین کا خاتمہ تلوار سے کیا جا سکتا ہے نہ کہ آگ میں جلا کر۔"

حضرت علیؓ نے یہ سن کر فرمایا، "صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ" یعنی ابن عباسؓ سچ کہتے ہیں، حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر دین کا دار و مدار رائے اور قیاس پر ہوتا تو موزوں پر نیچے سے مسح کیا جاتا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر مسح کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے کتاب و سنت کی اتباع میں ٹھیک وہی روش اختیار کی جس پر ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ زندگی بھر قائم رہے۔ حضرت علیؓ دعا فرمایا کرتے تھے "خداوندا! جس طرح تو نے خلفاء راشدین کی رہنمائی کی مجھے بھی اپنی ہدایت سے مالامال فرما۔" کسی نے سوال کیا کہ خلفاء راشدین کون ہیں؟ اس موقعہ پر آپؓ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور فرمایا:

"هُمَا حَبِيْبَايَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ اِمَامَا الْهُدٰى وَشَيْخَا الْاِسْلَامِ"

یعنی خلفاء راشدین سے میری مراد ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ہیں جو میرے محبوب ہیں اور ہدایت کے امام ہیں اور اسلام کی باعظمت شخصیتیں ہیں۔

---

[1] ترمذی مجتبائی ص ۲۷۱ ابواب الحدود [2] بلوغ المرام باب المسح علی الجوربین

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور حدیثِ نبویؐ

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ رسول اللہؐ اور ولاۃ امر یعنی خلفائے راشدین نے آپ کے بعد بہت سی سنتیں قائم کی ہیں جنھیں اختیار کرنا کتاب اللہ کی تصدیق باہم معنیٰ ہے۔ اس طرح اطاعتِ الٰہی میں کمال حاصل ہوتا ہے اور اس کے دین کے لیے قوت و طاقت میں فراوانی ہوتی ہے۔ ان سنتوں میں تغیر و تبدل جائز نہیں ہے[۱] اور نہ ہی ان کی مخالفت گوارا کی جاسکتی ہے۔ جس نے ان پر عمل کیا اس نے ہدایت پائی اور جس نے ان کا سہارا لیا اس نے غلبہ پایا اور جس نے اُن کی مخالفت کی اس نے مومنین کی راہ چھوڑ کر دوسرے راستہ کی پیروی کی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا یہ قول امام مالکؒ کو بہت پسند آیا۔ بار بار اسے دہرایا کرتے تھے۔ یہ حضرت عمر ثانی کا کارنامہ ہے کہ انھوں نے حدیث کی باقاعدہ جمع و تدوین کے لیے محدثین کرام کو آمادہ کیا اور اس کے لیے حکومت کے وسائل و ذرائع مہیا کیے۔

امام ابو حنیفہؒ اور حدیثِ نبویؐ

منکرینِ حدیث نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کو اپنے زمرے میں شامل کیا ہے جو کہ سراسر افتراء ہے۔ اختصاراً آپ کے چند قول نقل کیے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ اُن کے دل میں سنتِ رسولؐ کی کیا قدر و منزلت تھی۔

"لَوْلَا السُّنَّةُ مَا فَهِمَ أَحَدٌ مِّنَّا الْقُرْآنَ"[۲]

"اگر سنت کا وجود نہ ہوتا تو کوئی بھی ہم سے قرآن کریم کا فہم حاصل نہ کر سکتا۔"

"إِيَّاكُمْ وَالْقَوْلَ فِي دِيْنِ اللهِ بِالرَّأْيِ وَعَلَيْكُمْ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ مَنْ خَرَجَ عَنْهَا ضَلَّ"[۳]

اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں رائے اور بہتان سے بچو اور سنت کی پیروی کو اپنے اُوپر لازم کرلو، جو سنت کے دائرہ سے نکلا وہ گمراہ ہوا۔ "إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِي"[۴]

"إِذَا قُلْتُ قَوْلًا يُخَالِفُ كِتَابَ اللهِ وَحَدِيْثَ الرَّسُوْلِ فَاتْرُكُوْا قَوْلِي"[۵]

"جب میں ایسی بات بیان کروں جو کتاب اللہ اور حدیثِ رسولؐ کے خلاف ہو تو میری بات چھوڑ دو۔"

امام مالکؒ اور حدیثِ نبویؐ

امام مالکؒ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُخْطِئُ وَأُصِيْبُ فَانْظُرُوْا فِي رَأْيِي فَكُلُّ

[۱] الاعتصام شاطبی ج ۱ ص ۱۵۳ [۲] قواعد التحدیث بحوالہ المقدمہ المیزان للشعرانی ص ۶۲ [۳] قواعد التحدیث ص ۲۳

[۴] ابن العابدین فی الحاشیہ ج ۱ ص ۶۲ [۵] ابن العابدین ص ۱۵۰ [۶] جامع اہل العلم ابن عبداللہ ص ۳۲۔

مَا وَافَقَ الْکِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ وَکُلُّ مَا لَمْ یُوَافِقِ الْکِتَابَ فَاتْرُکُوْهُ۔"

"بس میں ایک انسان ہی ہوں، غلط اور صحیح دونوں قسم کے فتوے دے سکتا ہوں، میری رائے میں غور کرو اگر کتاب وسنت کے موافق ہو تو قبول کرو ورنہ رد کر دو۔"

"لَیْسَ اَحَدٌ اِلَّا یُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهٖ وَیُتْرَکُ اِلَّا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔"

"ہر شخص کی بات کو اختیار بھی کیا جا سکتا ہے اور چھوڑا بھی جا سکتا ہے سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کی بات ہر حالت میں اپنانا ہی پڑے گی۔"

امام شافعیؒ اور حدیث نبویؐ

"اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَنَّ مَنِ اسْتَبَانَ لَهٗ سُنَّةٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَحِلَّ لَهٗ اَنْ یَدَعَهَا بِقَوْلِ اَحَدٍ۔"

"تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سامنے آجائے تو پھر اس بات کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ کسی کے قول کی بناء پر اسے ترک کر دیا جائے۔"

امام احمد بن حنبل اور حدیث نبویؐ

امام احمد بن حنبل کو احادیث کی تدوین اور درس و تدریس کا شوق رہا ہے، ان کے قول ہے "مَنْ رَدَّ حَدِیْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَهُوَ عَلٰی شَفَا هَلَکَةٍ۔"

"اور جس نے حضورؐ کی حدیث رد کی وہ ہلاکت و تباہی کے کنارے پہنچ گیا۔"

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے ہر مکتبِ فکر نے حدیث کو اسلامی قانون کا ماخذ تسلیم کیا ہے، پس یہی وہ سبیل المؤمنین ہے جو حدیث وسنت کی روشنی میں واضح ہو کر ہمارے سامنے آتا ہے۔

۱؎ اصول الاحکام ابن حزم ج ۶ ص ۱۳۵

۲؎ اعلام الموقعین ج ۲ ص ۳۶۱